www.KitaboSunnat.com

انکارِ قراء ات

ڈاکٹر محمد اکرم چودھری ☆
مترجم: علی اصغر سلیمی *

اِختلاف قراءات قرآنیہ اور مستشرقین

[آرتھر جیفری کا خصوصی مطالعہ]

آرتھر جیفری ایک آسٹریلوی نژاد امریکی مستشرق ہے۔ اس نے قرآن حکیم کے دیگر مختلف پہلوؤں کے ساتھ ساتھ اس کی مختلف قراءتوں پر بھی قابل ذکر کام کیا ہے۔ قرآن حکیم کی مختلف قراءتوں کے اسی موضوع پر مضمون ہذا میں بحث کی جائے گی آرتھر جیفری کے علمی کاموں میں نمایاں ترین کام Materials for the History of the Text of the Quran ہے جو۔ای۔ جے برل (E.J.Brill) نے لیڈن سے ۱۹۳۷ء میں جاری کیا۔ یہ ابوبکر عبداللہ بن ابی داؤد سلیمان السجستانی رحمہ اللہ (متوفی ۳۱۶ھ) کی کتاب 'المصاحف' کے ساتھ پیش کیا گیا۔ جس کو آرتھر جیفری نے مدون کیا۔ اس نے قرآن حکیم کی تدوین اور اس کی مختلف قراءتوں کے مضامین پر مشتمل دو مزید مسودات بعنوان 'مقدمتان فی علوم القرآن' بھی مدون کئے۔ ان میں سے ایک کتاب المبانی کا مقدمہ ہے جس کے مصنف کا علم نہیں ہے، کیونکہ مقدمہ کا پہلا صفحہ غائب ہے۔ البتہ مسودہ کے دوسرے صفحہ پر مصنف کا یہ نوٹ موجود ہے کہ اس نے اس کتاب کو ۴۲۵ھ میں لکھنا شروع کیا اور اس کا نام کتاب المبانی فی نظم المعانی رکھا۔

دوسرا مسودہ ابن عطیہ (متوفی ۵۴۳ھ/۱۱۴۷ء) کا ہے۔ یہ مقدمہ دراصل ابن عطیہ نے اپنی تفسیر الجامع المجرد کے مقدمہ کے طور پر تحریر کیا تھا۔ نولڈیکے (Noeldeke) اور اس کے شاگرد شوالی (Schwally) دونوں نے بھی انہی دو مقدموں کو علوم قرآن سے متعلق اپنی تحقیقی نگارشات کی بنیاد بنایا ہے۔ ① ان دو مقدموں کی زبان، اسلوب بیان اور اسناد سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان کے مصنفین کا تعلق مسلم سپین سے تھا۔ جیفری نے علوم قرآن کے بارے میں دیگر متعدد مضامین بھی تحریر کئے جو 'دی مسلم ورلڈ' (The Muslim World) سمیت دیگر رسائل میں شائع ہوتے رہے۔ قاہرہ میں امریکن ریسرچ سنٹر کے ڈائریکٹر کی حیثیت سے کولمبیا یونیورسٹی میں سامی زبانوں کے پروفیسر کے طور پر (Union Theolagical Semenery) میں بطور جز وقتی استاد آرتھر جیفری نے بائبل کی تعلیمات پر گراں قدر کام کے ساتھ ساتھ قرآن حکیم کے بارے میں بھی تحقیقی کام جاری رکھی۔ ② چنانچہ اختلاف قراءات قرآنیہ کے موضوع کے ساتھ ساتھ اس نے قرآن حکیم کے دیگر پہلوؤں، مثلاً قرآن میں استعمال ہونے والے غیر عربی الفاظ (Foreign Vocabulary of the Quran) تدوین قرآن اور قرآن کے یہودی و عیسائی مآخذ جیسے موضوعات پر بھی خامہ فرسائی کی۔ اس نے چند منتخب قرآنی سورتوں کے تراجم بھی کئے جس میں اس نے ان سورتوں کی ترتیب نو کو متعارف

☆ وائس چانسلر سرگودھا یونیورسٹی وسابق ڈین اورئینٹل کالج، پنجاب یونیورسٹی، لاہور
* اسسٹنٹ پروفیسر ادارہ علوم اسلامیہ وعربیہ، بہاء الدین زکریا یونیورسٹی، ملتان

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرایا تا کہ وہ 'بزعم خود' حضرت محمد ﷺ کی فکر میں ارتقاء کو ثابت کر سکے۔ [3]

دراصل آرتھر جیفری مستشرقین کے اس طبقہ ثانی سے تعلق رکھتا ہے جنہوں نے نوآبادیاتی دور کے بعد زبان و بیان کے اسرار و رموز اور لسانیاتی مباحث کو اپنا موضوع تحقیق بنایا اور انہیں اپنے پیشرو مستشرقین کی طرح افریقہ اور ایشیاء کے مسلم علاقوں میں نوآبادیاتی آقاؤں کے مشیر بننے کا موقع نہ مل سکا۔ اب ایک جست اور آگے لگاتے ہوئے دورِ جدید کے مستشرقین مثلاً برنارڈ لوئیس (Bernard Lemis) اور جان۔ او۔ وال (John. O.Voll) علاقائی اور اسلامی ثقافت کے مطالعہ کی طرف متوجہ ہو گئے ہیں۔ [4] قرآن حکیم کو مطالعہ کا میدان بناتے ہوئے جیفری کو اچھی طرح معلوم تھا کہ مسلمانوں کے نزدیک قرآن حکیم کا حقیقی مقام و مرتبہ کیا ہے۔ وہ لکھتا ہے۔

''عیسائیت بائبل کے بغیر زندہ رہ سکتی ہے۔ مگر یہ ایک حقیقت ہے کہ اسلام قرآن کے بغیر قطعی طور پر زندہ نہیں رہ سکتا۔ [5] غالباً اسلامی نظام حیات کے لیے قرآن حکیم کی اسی اہمیت نے جیفری کو اپنی زندگی اس کے مطالعہ و تحقیق میں کھپانے پر آمادہ کیا۔ یہ ثابت کرنے کے لیے کہ ''قرآن نبی ﷺ کی تصنیف ہے اور اس کے حرف آغاز سے حرف آخر تک قرآن پر محمد ﷺ کی مہر صاف طور پر جھلکتی ہے۔'' [6] جیفری نے منتخب قرآنی سورتوں کا خود ساختہ نئی ترتیب نزولی کے مطابق ترجمہ کیا اور اس نے تقریباً چھ ہزار ایسے مقامات کی نشاندہی کی جو کہ مصحف عثمانی سے مختلف تھے۔ اس نے قراءات کے یہ سارے اختلاف تفسیر، لغت، ادب اور قراءت کی کتابوں میں سے جمع کیے۔ اس کام کے لیے ابن ابوداؤد کی کتاب 'کتاب المصاحف' اس کا بنیادی ماخذ رہی۔

جیفری ایڈن برگ کے بل (Bell) اور ییل (Yale) کے ٹوری (Torry) کے آزادانہ مطالعہ و تحقیق کا بڑا مداح اور مؤید ہے اور وہ ان دونوں کے انتقاد اعلیٰ (Higher Criticism) کے اُصولوں کا قرآن پر اطلاق اور ان کے اس نتیجے پر پہنچنے پر بھی رطب اللسان ہے کہ

> ''محمد ﷺ تحریری مواد جمع کرتے رہے۔ اس کی چھان پھٹک کرتے رہے اور اسے ایک مرتبہ کتاب کی شکل دینے کے لیے اس پر نظر ثانی کرتے رہے تا کہ وہ اسے اپنی کتاب کے طور پر لوگوں کے سامنے پیش کر سکیں (مگر) پیغمبر ﷺ اس کتاب کو مرتب اور مکمل شکل میں پیش کرنے سے قبل ہی وفات پا گئے۔ [7]

بل اور ٹوری کی پیروی میں جیفری بزعم خود ان کے انتقاد اعلیٰ کے اُصولوں کا نصوص قرآن پر اطلاق کا دعویٰ کرتے ہوئے اس نتیجہ پر پہنچتا ہے کہ حضرت عثمانؓ کی نامزد کمیٹی نے سرکاری نسخہ میں قرآن کے نام سے جو مواد جمع کیا وہ یقیناً محمد ﷺ سے درست طور پر منسوب ہے ماسوائے چند آیات کے جن کی اسناد مشکوک ہیں۔ تاہم کمیٹی نے ایک بہت بڑا مواد جو اس وقت کے اہم علمی مراکز میں پائے جانے والے قرآنی نسخہ جات میں موجود تھا، کو نظر انداز کر دیا اور ایسا بہت سارا مواد قرآن میں شامل کر دیا اگر محمد ﷺ کو کتاب کے حتمی شکل دینے کا موقع ملتا تو وہ اس مواد کو شامل نہ کرتے۔ [8]

یہ امر دلچسپی سے سے خالی نہیں کہ جیفری مصحف عثمانی میں جس مواد کے شامل کئے یا نہ کئے جانے کا خیال بڑی معصومیت کے ساتھ پیش کرتا ہے اس کی کوئی ایک مثال بھی صحیح اسناد کے ساتھ پیش نہیں کر سکا۔ اختلاف قراءات پر مبنی روایات کا جو ذخیرہ اس نے (Materials) میں پیش کیا ہے ان روایات کی اسناد خود جیفری کے اعتراف کے مطابق مکمل ہیں اور نہ مستند [9] جیفری قرآن حکیم کو نبی اکرم ﷺ کا کلام ثابت کرتے ہوئے قرآن کے پیرایہ اظہار کو غیر واضح اور

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غیر معیاری کہتا ہے مگر اس بارے میں وہ اپنے دعویٰ کی صداقت کے لیے کوئی ثبوت پیش نہیں کرتا۔ [10]

جیفری نے کئی سالوں تک قرآن حکیم کی متعدد قراءتوں کے بارے میں مواد اکٹھا کیا۔ پھر قرآن حکیم کا تنقیدی نسخہ تیار کرنے کے لیے ۱۹۲۶ء میں پروفیسر برجسٹراسر (Bergstrasser) جس نے میونخ میں قرآن محل (Quranic Archive) بنایا ہوا تھا، کے ساتھ اشتراک کیا۔ برجسٹراسر ۱۹۳۳ء میں راہی ملک عدم ہوا تو جیفری نے قرآن محل کے نئے ڈائریکٹر اور پروفیسر برجسٹراسر کے جانشین ڈاکٹر اوٹو پریکشل (Oto Pretzl) کے ساتھ اشتراک عمل جاری رکھا 'بدقسمتی' سے پریکشل دوسری جنگ عظیم کے دوران سباسٹوپل (Sebastopal) کے باہر ہلاک ہوگیا۔ اور اتحادی فوجوں کی بمباری سے سارا قرآن محل جل کر خاکستر ہوگیا اور عمارت بھی تباہ و برباد ہوگئی۔ اسی طرح قرآن حکیم کے تنقیدی ایڈیشن کو روبہ عمل لانے کا عظیم منصوبہ شرمندہ تکمیل نہ ہوسکا۔ اس ناکامی پر جیفری اپنی تکلیف اور ذہنی اذیت ان الفاظ میں بیان کرتا ہے۔

''اب یہ امر تقریباً ناممکن ہے کہ ہماری نسل قرآنی متن کا حقیقی تنقیدی نسخہ دیکھ سکے۔'' [11]

دراصل جیفری قرآن کے تنقیدی نسخے کو اس طرح مرتب کرنا چاہتا تھا کہ ایک صفحے پر کوفی خط میں متن قرآن ہو اس کے سامنے دوسرے صفحے پر تصحیح و تنقیح شدہ حفص روایت ہو اور حواشی (Footnotes) میں قرآن حکیم کی تمام معلوم مختلف قراءتوں کو بیان کردیا جائے۔ [12] جیفری اپنی اس خواہش کے مطابق مکمل قرآنی نسخہ لانے میں تو کامیاب نہ ہوسکا مگر مصحف عثمانی کے مقابل [13] (Rival) دیگر نسخہ جات کو ڈھونڈ نکالنے میں اس نے بڑی عرق ریزی سے کام لیا۔ اور اسلامی علوم کے ورثہ میں سے مختلف قراءتوں کی بنا پر ۱۵ 'بنیادی' اور ۱۳ 'ثانوی نسخہ جات' کو پیش کرنے کی کوشش کی۔ اس نے ۱۵ 'بنیادی نسخہ جات' کو حضرات عبداللہ بن مسعود، ابی بن کعب، علی بن ابی طالب، عبداللہ بن عباس، ابوموسیٰ اشعری، انس بن مالک، حفصہ، عمر بن خطاب، زید بن ثابت، عبداللہ بن زبیر، ابن عمر، عائشہ، سالم، اُم سلمہ، عبید بن عمیر رضوان اللہ علیہم اجمعین کی جانب منسوب کیا۔

اور بعض ثانوی نسخہ جات کو بھی چند تابعین کی جانب منسوب کیا۔ جن میں سے کچھ کے اسماء گرامی درج ذیل ہیں:
ابوالاسود، علقمہ، سعید بن جبیر، طلحہ، عکرمہ، مجاہد، عطا بن ابی رباح، الاعمش، جعفر صادق، صالح بن کیسان اور الحارث بن صویب رحمہم اللہ ان کے ساتھ ساتھ جیفری نے مختلف قراءتوں پر مشتمل دیگر نسخہ جات کا ذکر بھی کیا ہے۔ مگر ان کے حاملین کے نام کا ذکر نہیں کیا، یہاں یہ حقیقت یاد رکھنے کے لائق ہے کہ صحابہ کرام اور تابعین میں سے جس کے نام سے بھی جیفری نے کوئی نسخہ منسوب کیا ہے ان میں سے کسی کے پاس بھی دو نسخہ تحریری شکل میں موجود نہ تھا اور نہ ہی ان میں سے کوئی اس نسخے کو قرآن حکیم کے مقابلے میں اپنے پاس رکھنے کا دعویدار تھا۔ مگر جیفری نے مصحف عثمانی میں موجود قراءات سے کسی ایک مقام پر یا چند مقامات پر اختلاف کی بنا پر مندرجہ بالا اصحاب کو مقابل قرآن کا حامل بنا دیا۔ قطع نظر اس کے کہ اختلاف کرنے والے کو مصحف عثمانی کے نافذ و رائج ہوجانے کے بعد اپنی قراءت پر اصرار رہا یا اس نے اپنی رائے سے رجوع کرلیا۔

یہاں اس امر کا تذکرہ بھی دلچسپی سے خالی نہ ہوگا کہ متذکرہ بالا طبقہ اولیٰ میں سے بعض اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بنیادی مصاحف کا موجود ہونا کتاب المصاحف [14] اور دیگر ماخذوں [15] میں نقل کیا گیا ہے کہ ان میں سے ہر ایک

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے پاس قرآن حکیم کا اپنا نسخہ تھا حتیٰ کہ مصحف عثمانی کے نافذ و رائج ہونے تک یہ صورت حال برقرار رہی، لیکن ان نسخہ جات میں سے کوئی نسخہ اب صفحۂ ہستی پر موجود نہیں ہے۔ اس امر کا اعتراف کرتے ہوئے جیفری لکھتا ہے ''ان نسخہ جات میں سے کوئی مناسب مواد باقی نہیں بچا جس کو پا کر ہم ان میں سے کسی نسخے کے متن کی صحیح شکل دیکھنے کے قابل بن سکتے۔'' [16]

اس حقیقت کو تسلیم کرنے کے باوجود جیفری نے بعض نسخہ جات کو بنیادی قرار دے کر ان سے بعض کو ثانوی نسخہ جات کے ماخوذ ہونے پر بڑی محنت کی اور ثابت کرنے کی کوشش کی کہ کن ثانوی نسخہ جات کے ڈانڈے کس بنیادی نسخہ سے ملتے ہیں اور کون سا نسخہ کس سے ماخوذ ہے۔ [17]

جیفری اپنی مصحف عثمانی سے قبل کی قراءتوں کی جستجو کے سفر میں ابن شنبوذ (متوفی ۳۲۸ھ) اور ابن مقسم (متوفی ۳۶۲ھ) کا بڑا امداح نظر آتا ہے جنہیں مصحف عثمانی کے نفاذ سے قبل کی غیر قانونی قرار دی جانے والی قراءتوں کو اختیار کرنے سے منع کر دیا گیا تھا۔ [18]

جیفری ابن مجاہد متوفی ۳۲۴ھ کا بڑا ناقد ہے، کیونکہ اس نے قرآن حکیم کی سات قراءتیں ترتیب دیں [19] اور جو اس رائے کا حامل تھا کہ جائز اور صحیح صرف یہی قراءتیں ہیں اور یہ کہ مصحف عثمانی کی تلاوت کے جائز اور صحیح طرق یہی ہیں یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ بعد کے ماہرین قراءت میں سے بعض نے تلاوت قرآن حکیم کے تین مزید اور بعض نے سات مزید طریقے متعارف کرائے جو کہ ابن مجاہد کی سات قراءتوں پر اضافہ تھے۔ قراءات قرآنیہ کے یہ تمام طرق مصحف عثمانی کی املاء کی بنیاد پر استوار کیے گئے اور اس ضمن میں قراء کی دلچسپی کا مرکز و محور صرف یہ تھا کہ تلاوت قرآن کے وقت رسم الخط اور وقف کے سوالات کو کس طرح حل کیا جا سکتا ہے اور اس ضمن کی الجھنوں کو کس طرح محدود کیا جا سکتا ہے۔

جیفری مصحف عثمانی کی شاذ کتابت کی منفرد خصوصیات پر بحث کرتے ہوئے انہیں ایسی غلطیاں قرار دیتا ہے جو کہ مصحف عثمانی میں اب تک موجود ہیں۔ وہ الدانی (متوفی ۴۴۴ھ) کو ہدف تنقید بناتا ہے، کیونکہ اس نے اپنی کتاب المقنع جو کہ کاتبین قرآن کے لیے کتابت کے بارے میں ہدایت پر مبنی ہے، میں الفاظ قرآن کو اسی طرح لکھنے پر زور دیا ہے جس طرح کہ وہ مصحف عثمانی میں پہلے سے لکھتے چلے آ رہے تھے۔ مثلاً الدانی کا اصرار ہے کہ ۱۹:۱ میں رحمت کو پوری 'ت' کے ساتھ لکھا جائے۔ ۱۸:۳۶ میں 'لکنا' کو 'لکن' کی بجائے پورے 'الف' کے ساتھ لکھا جائے، ۲۰:۹۵ میں 'یبنؤم' نہ کہ 'یا ابن ام'، ۱۸:۴۷ میں 'مال ھذا' لکھا جائے کہ 'مالھذا' اور ۳۷:۱۳۰ میں 'ال یاسین' لکھا جائے نہ کہ 'الیاسین' [20] اس سوال کی تفصیل میں جائے بغیر کہ مصحف عثمانی کی ترتیب توقیفی (اللہ کی طرف سے ہے یا نہیں اس امر کا تذکرہ نہایت ضروری ہے کہ مصحف عثمانی کے رسم الخط کی صحت پر صحابہ اور تابعین کا اجماع ہے۔ [21] اس امر کی نشاندہی بھی ضروری ہے کہ مصحف عثمانی کی شاذ کتابت اکثر جگہوں پر غیر قریشی لہجوں پر مبنی ہے مثلاً بنو طے چھوٹی 'ۃ' کی بجائے پوری 'ت' لکھتے ہیں۔ [22]

کتابت میں اختلاف کی بحث کو ہم یہ کہہ کر ختم کر سکتے ہیں کہ مصحف میں صلوٰۃ اور زکوٰۃ میں 'وٗ' کا اضافہ یا اس جیسے دیگر معمولی ردّوبدل پر اس قدر زور نہیں دینا چاہئے اور نہ ہی اس بارے میں غیر معمولی مبالغے سے کام لینا چاہئے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مصحف عثمانی کے رسم الخط کے بارے میں جملہ اعتراضات جو انگلیوں پر گنے جاسکتے ہیں، کا اسی قدر جواب کافی ہے کہ مصحف عثمانی کے امتیازات جنہیں جیفری اور دیگر مستشرقین املاء کی غلطیاں گردانتے ہیں۔ مسلمانوں نے گذشتہ صدیوں کے سفر میں محض اس لیے بحال رکھے کہ املاء کی درستگی کے نام پر کہیں تحریف کا دروازہ نہ کھل جائے۔

جیفری کے اختلاف قراءات قرآنیہ کے نظریے کا تنقیدی تجزیہ کرنے کے لیے مناسب ہے کہ کسی ایک سورۃ کو مطالعے کے لیے منتخب کرلیا جائے۔ چنانچہ اس مقصد کے لیے ہم قرآن حکیم کی سب سے پہلی سورۃ کا انتخاب کرتے ہیں جیفری کے مطابق حضرت عبداللہ بن مسعودؓ، سورۃ الفاتحہ میں درج ذیل الفاظ کی بجائے ان کے سامنے دیئے گئے الفاظ تلاوت فرمایا کرتے تھے۔ مالك کی بجائے ملك، إهدنا کی بجائے أرشدنا، إياك کی بجائے اياك، الذين کی بجائے من اور غير کی بجائے غير۔ [۴۳]

◉ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کا اس طرح پڑھنا روایت کیا گیا ہے:

مالك کی بجائے ملك یا مليك، اياك کی بجائے اياك، اهدنا کی بجائے ثبتا اور دلنا [۴۴]

صراط المستقيم کی بجائے صراط مستقيم، الذين کی بجائے الذين اور لا کی بجائے غير [۴۵]

◉ حضرت علی ابن طالب رضی اللہ عنہ سے اس طرح تلاوت کرنا منقول ہے:

مالك کی بجائے ملك يوم یا ملك، اهدنا کی بجائے ثبتا اور لا کی بجائے غير۔ [۴۶]

◉ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے اس طرح تلاوت کرنا منقول ہے:

صراط کی بجائے سراط [۴۷] ان کا صراط کو 'س' سے پڑھنا پورے قرآن کو محیط تھا۔

◉ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے اس طرح تلاوت کرنا منقول ہے:

مالك کی بجائے ملك اور الذين کی بجائے من اور ولا الضالين کی بجائے وغير الضالين [۴۸]

◉ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس طرح تلاوت کرنا منقول ہے:

مالك کی بجائے ملك [۴۹]

سورۃ الفاتحہ کی قراءت کا اختلاف جس طرح ابتدائی نسخوں میں مذکور ہے اس طرح ان کی پیروی میں ثانوی نسخہ جات جن کا ذکر اسی مضمون میں قبل ازیں کیا جاچکا ہے، میں بھی موجود ہے۔

ابی ربیع بن خیثم جو عام طور پر اختلاف قراءات میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی پیروی کرتے ہیں، سے سورۃ الفاتحہ اور باقی پورے قرآن مجید میں بھی الصراط کو الزراط پڑھنا روایت کیا گیا ہے۔ [۵۰] حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ہی کے ایک اور پیروکار الاعمش سے بھی پورے قرآن حکیم میں الصراط کی بجائے الزراط پڑھنا مذکور ہے۔ [۵۱] سورۃ الفاتحہ کی جن مختلف قراءتوں کا ذکر جیفری نے اپنی کتاب (Materials) میں کیا ہے کتب قراءت میں ان کے علاوہ بھی متعدد قراءات کا ذکر موجود ہے۔ مثلاً ابو محمد مکی بن ابو طالب القیسی (م ۴۳۷ھ) سورۃ الفاتحہ کی مذکورہ متعدد قراءتوں کے ساتھ ساتھ صحابہ کرام سے کچھ اور قراءتیں بھی منسوب کرتا ہے، وہ لکھتا ہے:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ مالك کی بجائے مليك [۵۲] تلاوت فرمایا کرتے تھے اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ، حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی طرح صراط الذين أنعمت کی بجائے صراط من أنعمت [۵۳] تلاوت

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرمایا کرتے تھے۔ابومحمد مکی مزید لکھتا ہے کہ یحییٰ بن وثاب جو کہ ایک تابعی ہیں نستعین کی بجائے نستعین (ت پر زبر کی بجائے زیر) پڑھتے تھے اور ابوسوار الغنوی جو کہ عرب کے فصیح اللسان اور جادو بیان خطیبوں میں سے ایک ہے۔إياك نعبد و إياك کو هياك نعبد و هياك پڑھا کرتے تھے [۳۴] ابن خالویہ (متوفی ۳۷۶ھ) الاصمعی کی سند کے ساتھ نقل کرتا ہے کہ ابوعمرو الصراط کو الزراط پڑھا کرتے تھے۔ [۳۵]

جیفری نے اپنے مضمون 'سورۃ الفاتحہ کی مختلف نص' جو کہ 'دی مسلم ورلڈ' کی جلد ۲۹ میں ۱۹۳۹ء کو شائع ہوا، میں سورۃ الفاتحہ کی مزید قراءتوں کی بھی نشاندہی کی ہے۔اس مضمون میں جیفری سورۃ الفاتحہ کی اس خصوصیت کے پیش نظر کہ وہ قرآنی تعلیمات کی جامع اور اسلام کے نظریہ توحید کو نہایت وضاحت کے ساتھ پیش کرتی ہے، اسے خداوند (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) کی دعا (Lord's Prayer) کے مماثل قرار دینے کی کوشش کرتے ہوئے رقم طراز ہے:

''جب ہم سورۃ الفاتحہ کے مشتملات کا جائزہ لیتے ہیں تو یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں ہوجاتی ہے کہ سورۃ الفاتحہ قرآن حکیم کے دیگر حصوں سے لیے گئے مضامین و تعلیمات کی جامعیت کا منظر پیش کرتی ہے یہ عین ممکن ہے کہ اسے دعا کے طور پر نبی اکرم ﷺ نے خود بنایا ہو مگر اس کا استعمال اور اس کی موجود قرآن میں حیثیت قرآن کے مدون کرنے والوں کی مرہون منت ہے جنھوں نے تدوین قرآن کے وقت اسے قرآن کے آغاز میں لکھ دیا۔'' [۳۶]

اس مضمون میں جیفری نے سورۃ الفاتحہ کے دوسرے متن کو بعض شیعہ روایات کے حوالے سے بیان کیا ہے جو کہ تذکرۃ الائمہ مؤلفہ باقر مجلسی (مطبوعہ تہران ۱۳۳۱ھ، ص ۱۸) میں موجود ہے۔واضح رہے کہ علامہ مجلسی کا بیان کردہ سورۃ الفاتحہ کا یہ مختلف متن حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے منسوب نہیں کیا گیا ہے۔متن درج ذیل ہے:

"نحمد الله رب العالمين، الرحمن الرحيم، ملاك يوم الدين، هياك نعبد و وياك نستعين، ترشد سبيل المستقيم، سبيل الذين نعمت عليهم سوى المغضوب عليهم ولا الضالين" [۳۷]

پھر جیفری سورۃ الفاتحہ کا ایک اور غیر مصدقہ متن جو کہ مصحف عثمانی سے مختلف اور متعدد قراءتوں پر مشتمل ہے، بڑے ہی عامیانہ اور صحافیانہ رنگ میں متعارف کراتا ہے۔اس نئے متن کی روایت متصل نہیں ہے۔مزید برآں مسودہ جس میں سورۃ الفاتحہ کا یہ متن مذکور ہے، کی تاریخ اشاعت اور اس کے ناسخ کا تعین بھی ممکن نہیں ہے۔جیفری خود لکھتا ہے:

''پچھلے موسم گرما میں قاہرہ میں مجھے اس طرح کا اختلافی متن ملا۔یہ فقہ کے ایک چھوٹے سے رسالے میں درج ہے۔بدقسمتی سے اس رسالہ کے شروع کے صفحات غائب ہیں۔جس کی بنا پر ہم اس رسالہ کے مصنف کا نام نہیں جان سکتے۔یہ شافعی فقہ کی قطعی غیر اہم تلخیص پر مبنی تحریر ہے۔تحریر سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ ایک سو پچاس سال یا اس سے کچھ قبل کا شکستہ خط میں لکھا ہوا مسودہ ہے اور اس میں قراۃ شاذۃ لا لفاتحہ کے زیرعنوان سورۃ الفاتحہ کی دوسری قراءت اندرونی صفحہ پر درج کی گئی ہے۔مسودہ کسی شخص کی ذاتی ملکیت ہے۔اگرچہ مسودے کا مالک مجھے اس عبارت کی نقل مہیا کرنے پر رضامند تھا اور اس امر کی اجازت دینے پر بھی معترض نہ تھا کہ اگر یہ میرے کام کے لیے مناسب ہو تو میں اس کو استعمال کرلوں۔مگر وہ اپنا نام ظاہر کرنے پر تیار نہ تھا کہ مبادا اس کے دقیانوسی ہمسایوں کو اس بات کا علم ہوجائے کہ اس نے اپنی مقدس کتاب کی قبل از جمع و تدوین نسخے کی ابتدائی سورۃ کی تحریر ایک غیرمسلم کو فراہم کردی ہے۔''

اس قراءت سے شاذہ کا متن اس متن سے بہت زیادہ مشابہت رکھتا ہے جو کہ پہلے نقل کیا جاچکا ہے، ملاحظہ فرمایئے:

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم الله الرحمن الرحيم
"الحمد لله سيد العالمين ، الرزاق الرحيم ، ملاك يوم الدين ، إنا لك نعبد وإنا لك نستعين ، أرشدنا سبيل المستقيم ، سبيل الذين مننت عليهم سوى المغضوب عليهم ولا الضالين" [۳۸]
وہ یہ بھی بتاتا ہے کہ متن کے نیچے اس کی اسناد اس طرح درج ہے۔
"رواية أبى الفتح الجبائى عن شيخه السوسى عن النهروانى عن أبى العاداتى الميدانى عن المرزبانى عن الخليل بن أحمد"

اس روایت کو بیان کرنے کے بعد آخر میں اپنی رائے پیش کرتے ہوئے کہتا ہے:
''اس بات کا قوی امکان ہے کہ دور اوّلین میں تلاوت کی جانے والی سورۃ الفاتحہ کی دیگر پرانی قراءات کے ساتھ ساتھ خلیل کو اس قراءت تک بھی رسائی حاصل ہو۔ اس قراءت کی سند کے بارے میں اتنا کہہ سکتا ہوں کہ الخلیل سے لے کر الجبائی تک تو اس کی سند ملتی ہے۔ اس کے علاوہ اس کی سند کا کچھ پتہ نہیں چلتا البتہ اس بات کا قوی امکان ہے کہ یہ خلیل سے نقل ہونے والے متن سے بہت متاخر ہو۔'' [۳۹]

قرآن حکیم کی ابتدائی سورۃ کی مذکورہ بالا مختلف قراءتوں کے تجزیہ سے قبل ضروری ہے کہ اس سوال کا جائزہ لیا جائے کہ قرآن حکیم کی متعدد قراءتوں کے وجود میں آنے کے اسباب کیا تھے؟ یہ وہ موضوع ہے جس کے متعلق 'کتاب المصاحف'، 'مقدمتان' اور 'اختلاف قراءت قرآنیہ' کے موضوع پر دیگر کتب میں سیر حاصل بحث کی گئی ہے یہی کتب موضوع زیر بحث پر جیفری کی معلومات کے لیے بھی بنیادی ماخذ کی حیثیت رکھتی ہیں۔ حضرت محمد ﷺ سے روایت کی گئی ہے کہ قرآن مجھ پر سات حرفوں میں نازل کیا گیا۔ سات حروف سے مراد سات لہجے یا تلاوت قرآن کے سات مختلف طرق ہیں۔ [۴۰]

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جبریل علیہ السلام نے پہلے مجھے قرآن مجید ایک حرف پر پڑھوایا۔ پھر میں نے بار بار ان سے اصرار کیا اور یہ مطالبہ کرتا گیا کہ قرآن مجید دوسرے حروف پر بھی پڑھنے کی اجازت دی جائے وہ یہ اجازت دیتے گئے یہاں تک کہ سات حروف تک پہنچ گئے۔ [۴۱] تلاوت قرآن حکیم میں سہولت پیدا کرنے کے لیے نبی اکرم ﷺ کا مختلف بوڑھے، اُمی اور بدوی عرب قبائل کو ان کے اپنے لہجے میں تلاوت کی اجازت دینا ہی دراصل قرآن حکیم کی قراءت میں گونا گوں اختلاف کا باعث بن گیا۔ اختلاف قراءات قرآنیہ کے موضوع پر کتب کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ کرام کو اپنے اپنے قبیلے کے لہجے میں تلاوت قرآن کی جو اجازت پیغمبر اسلام ﷺ نے دی تھی اس سے انہوں نے خوب فائدہ اٹھایا۔ صحابہ کرامؓ نے مختلف طرق پر تلاوت قرآن کریم اس وقت تک جاری رکھی جب تک حضرت عثمانؓ نے قرآن حکیم کی ایک قراءت کو سرکاری طور پر نافذ نہیں کر دیا اور دیگر تمام قراءتوں اور لہجوں پر پابندی نہیں لگا دی۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے صرف وہی قراءت باقی رکھی جو خود نبی اکرم ﷺ کی قراءت تھی۔

روایت کیا گیا ہے کہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سورۃ ألم نشرح کی آیات ۱، ۲ کو اس طرح تلاوت کیا کرتے تھے۔ "ألم نشرح لك صدرك وحللنا عنك وزرك" جب آپ کے اس طرح پڑھنے پر اعتراض کیا گیا تو آپ نے فرمایا حللنا، حططنا اور وضعنا ایک ہی مفہوم کو ادا کرنے کے لیے پڑھنے کے مختلف لہجے ہیں۔ [۴۲]

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابن سیرین کی سند سے روایت نقل کی گئی ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے متعدد قراءتوں کے متعلق فرمایا کہ ھلم ، تعال اور اقبل ایک ہی مفہوم کے حامل الفاظ ہیں۔ (۴۳)

روایت ہے کہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ ایک فارسی نژاد مسلمان کو سورہ نمبر ۴۴ کی آیت نمبر ۴۴ ﴿إِنَّ شَجَرَتَ الزَّقُّومِ طَعَامُ الْأَثِيمِ﴾ پڑھارہے تھے مگر وہ شخص بار بار طعام الیتیم پڑھ رہا تھا۔ جب نبی اکرم ﷺ کو معلوم ہوا کہ وہ شخص 'طعام الاثیم' کی بجائے طعام الیتیم پڑھا رہا ہے تو حضور ﷺ نے اسے طعام الاثیم کی بجائے طعام الظالم پڑھنے کو کہا۔ جسے اس نے بڑی آسانی کے ساتھ پڑھ لیا۔ (۴۴)

عربی زبان کی تاریخ میں جزیرہ نما عرب کے مختلف قبائل کے متعدد لہجوں کے میل ملاپ اور باہمی اختلاط سے عربی زبان پر پڑنے والے اثرات کا مطالعہ، ایک پیچیدہ مسئلہ رہا ہے۔ مسئلہ کی اس پیچیدگی کے باعث، نیز اس لیے کہ جیفری مغرب کا باشندہ تھا اور عربی زبان میں مہارت نہ ہونے کی بنا پر اس کی باریکیوں سے آگاہی کی سہولت سے بہرہ ور نہ تھا وہ مصحف عثمانی کے نفاذ سے قبل مختلف نسخہ جات میں لہجوں کے اختلاف کی وسعت اور ان کے استعمالات کا ادراک نہ کر پایا۔ یہی وجہ ہے کہ جب اس نے دیکھا کہ قرآن حکیم کی متعدد قراءتیں ہیں اور وہ سب کی سب کسی نہ کسی صحابی رسول ﷺ سے منسوب ہیں تو اس نے مصحف عثمانی کے مقابلے میں دیگر مسودات قرآنی کو سامنے رکھنے کا فیصلہ کیا۔

اختلاف قراءات قرآنیہ میں عربی زبان کے تلفظ اور اس کے مختلف لہجوں کے کردار اور وسعت کو سمجھنے کے لیے ہر لہجے کی تفصیلات میں گئے بغیر صرف اس مسلمہ حقیقت کی طرف اشارہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ قرآن حکیم مشترکہ عربی زبان اللغة العربية المشتركة میں نازل ہوا۔ یہ مشترکہ عربی زبان وہ زبان ہے جو کہ پورے جزیرہ نما عرب میں سمجھی جاتی تھی اور شاعر اور خطیب اس کو مؤثر ذریعہ ابلاغ کے طور پر استعمال کرتے تھے۔ (۴۵) اس امر میں کوئی شبہ نہیں کہ یہ مشترکہ عربی زبان جو کہ قرآنی تعلیمات کے اظہار کا ذریعہ بنی، پر قریشی لہجے کی گہری چھاپ تھی۔ یہی وجہ ہے کہ اکثر یہی سمجھ لیا گیا کہ قرآن حکیم قریشی لہجے میں نازل ہوا ہے۔ (۴۶) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ (متوفی ۶۸ھ) سے منسوب قرآن حکیم میں وارد مختلف لہجوں پر مشتمل ایک مختصر سی کتاب ابن حنون کی روایت سے ہم تک پہنچی ہے۔ (۴۷) اس کتاب میں عرب قبائل کے مختلف لہجوں پر مشتمل الفاظ کی فہرست دی گئی ہے۔ اگرچہ بہت ممکن ہے کہ یہ فہرست بہت جامع نہ ہو مگر پھر بھی اس میں قرآن حکیم میں استعمال ہونے والے کم از کم ۲۶۵ الفاظ کے ماخذ کو متعین کیا گیا ہے جس کی تفصیل ذیل میں درج کی جاتی ہے۔

ان ۲۶۵ الفاظ میں سے ۱۰۴ الفاظ قریش کے لہجے سے اخذ کیے گئے ہیں۔ ۴۵ الفاظ ہذیل سے، ۳۶ الفاظ کنانہ سے، ۲۳ بنو حمیر سے، ۲۱ جرہم سے، ۱۳ بنو تمیم سے اور قیس سے ۶ امان، ازدشنوہ اور خثعم سے ۵ طے، مذحج، مدین اور غسان سے ۴، بنو حنیفہ، حضرت موت اور اشعر سے ۳ آغاز سے ۰۲ فضاعہ، سبا، یمامہ، مزینہ اور ثقیف سے ۱، ازد سے ۱ خزرج سے اور ۱۰ عمالقہ سدوس اور سعد العشیرہ سے۔ (۴۸)

یہ بات بھی ذہن میں رہنی چاہیے کہ جب قرآن حکیم نے عرب کے مختلف لہجوں کا آمیزہ پیش کیا تب وہ ایسی کتاب ہدایت کی صورت میں سامنے آیا جو سب سے زیادہ فصیح، ناقابل تغیر، ایک ضابطہ حیات اور ہر ایک کی کتاب

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھی۔ جو بھی اسلام سے وابستہ ہوتا خواہ وہ امی ہوتا یا بدوی یا غیر عرب سب کو اس کی تلاوت کا حکم تھا۔ حدیث سبع اَحرف اور دیگر روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ قرآن حکیم کی تعلیم دیتے وقت پیغمبرﷺ اس بات کا خاص خیال رکھتے [۴۹] کہ جن لوگوں کو قرآن حکیم کا پیغام پہنچایا جارہا ہو وہ ان کے لیے قابل فہم بھی ہو۔ اس صورت حال میں یہ بات نہایت فطری محسوس ہوتی ہے کہ جن سات حروف (لہجوں) میں قرآن نازل ہوا، مختلف افراد کو ان میں سے ہر ایک کے مناسب حال قراءت کرنے یا مترادف الفاظ (جو سبعہ احرف کے ذیل میں آتے ہوں اور جن کی قراءت کی اجازت دی گئی تھی) استعمال کرنے کی اجازت دے دی جائے۔ بطور خاص اسلامی تاریخ کے ابتدائی سالوں میں اس اجازت کی ضرورت اظہر من الشمس ہے۔

جہاں تک قبل از اسلام اور ابتدائی عہد اسلام تک عربی زبان کے مختلف لہجوں کی تفہیم اور اس کی بنا پر فہم زبان میں پیدا ہونے والی الجھنوں کا تعلق ہے تو وہ لغت کی کتابوں میں بار بار بیان کی جانے والی بنی کنانہ یا بنی کلاب کے ایک آدمی کی روایت سے اچھی طرح سمجھی جاسکتی ہیں۔ وہ روایت یہ ہے کہ ایک آدمی یمن کے بادشاہوں میں سے ایک بادشاہ ذوجدن کے ہاں گیا۔ بادشاہ اس وقت محل کے بڑھے ہوئے چھجے پر بیٹھا ہوا تھا۔ بادشاہ نے اپنے ملنے والے کو یمنی لہجے میں 'ثب' یعنی تشریف رکھئے کہا، ملنے والے نے اس لفظ کو اپنے لہجے کے مطابق وثب یثب سے فعل امر 'ثب' سمجھا جس کا معنی چھلانگ لگاؤ ہے۔ چنانچہ اپنے فہم کے مطابق بادشاہ کے حکم کی تعمیل میں اس نے آگے بڑھتے ہوئے بلند چھجے سے چھلانگ لگادی اور اللہ کو پیارا ہوگیا۔ [۵۰]

ایک اور روایت میں ہے کہ ایک دن حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ آنحضرتﷺ کی صحبت میں تھے کہ آپ کے دست مبارک سے چھری گر گئی۔ آپؐ نے فرمایا 'ناولنی السکین' حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سمجھ نہ سکے۔ حضورﷺ نے اپنی بات دھرائی۔ آخر کار حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا 'آلمدیه ترید؟' کیا آپؐ 'مدیه' طلب فرما رہے ہیں؟ یاد رہے کہ 'السکین' حجازی لفظ ہے جبکہ مدیہ ازدی [۵۱] حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ازدی تھے۔ جو ایک حجازی لفظ کو نہ سمجھ سکے۔ مندرجہ بالا مثالوں سے واضح ہوا کہ مصحف عثمانی کے نفاذ سے قبل ہر عرب قرآن حکیم میں استعمال ہونے والے اپنے لہجے کے علاوہ دیگر الفاظ اور ان کے صحیح مفہوم کو سمجھنے کی پوری استعداد نہیں رکھتا تھا۔ خاص طور پر ان حالات میں جبکہ ہر ایک کو اپنے تلفظ اور لہجے کے مطابق قرآن پڑھنے کی اجازت بھی تھی۔

اختلافی نسخہ جات میں املاء کے اختلافات سے مصحف عثمانی میں درج نہ کئے جانے، مثلاً سورۃ الفاتحہ میں صراط 'س' اور 'ز' کی بجائے 'ص' کے ساتھ لکھنا یا الفاظ کا اختلاف کہ ایک کی بجائے اس کے قریبی مفہوم رکھنے والا دوسرا لفظ جیسا کہ سورۃ نمبر ۹۴ میں حططنا اور حللنا کی جگہ وضعنا کا استعمال، کے وجوہ واسباب ابن جنی (متوفی ۳۹۲ھ) کے درج ذیل بیان کی روشنی میں اچھی طرح سمجھے جاسکتے ہیں:

"وکلما کثرت الالفاظ علی المعنی الواحد کان ذلك أولی بأن تکون لغات لجماعات"

''جب ایک ہی مفہوم کو ادا کرنے کے لیے متعدد الفاظ موجود ہوں تو الفاظ کے تعدد کا اصل سبب یہی ہوسکتا ہے کہ ان میں سے ہر ایک لفظ کسی نہ کسی لسانی گروہ یا لسانیاتی ماحول کی نمائندگی کررہا ہو۔'' [۵۲]

وہ اصمعی کی سند سے لفظ 'صقر' کو پڑھنے کے بارے میں دو اشخاص کے درمیان اختلاف کی دلچسپ کہانی بیان کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ دو آدمیوں کے درمیان لفظ 'صقر' کے پڑھنے پر جھگڑا ہوگیا۔ ایک اسے 'ص' اور دوسرا 'س'

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے پڑھنے پر مصر تھا۔ان دونوں نے کسی تیسرے سے پوچھنے کا فیصلہ کیا۔ تیسرے شخص نے ان دونوں سے اختلاف کرتے ہوئے اسے 'ز' سے یعنی 'زقر' پڑھا۔ دراصل وہ تینوں اپنے اپنے لہجوں کی نمائندگی کر رہے تھے۔ [۵۳]

جیفری کا یہ دعویٰ کہ 'ابی بن کعب رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ' کے مسودہ ہائے قرآنی میں سے مختلف قراءتوں کا جو بھاری ذخیرہ ہم تک پہنچا ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ دراصل وہ حقیقی متن کا اختلاف ہے نہ کہ مختلف لہجوں اور تلفظ کا معمولی اختلاف [۵۴] ظاہر کرتا ہے کہ اختلافی نسخہ جات میں استعمال ہونے والے الفاظ کی بجائے مصحف عثمانی میں اس مفہوم کے دوسرے مترادف الفاظ کے استعمال کو دیکھ کر وہ اس غلط فہمی میں مبتلا ہوا ہے۔ [۵۵]

مزید براں ایسا محسوس ہوتا ہے کہ وہ پیغمبر ﷺ کی طرف سے دی گئی اس اجازت کی حقیقت کو بھی نہیں جان سکا جو آپ نے اپنے ان پیروکاروں کو دی تھی۔ جن کی بڑی تعداد ان لوگوں پر مشتمل تھی جو لکھنا پڑھنا نہیں جانتے تھے، بوڑھے اور بدو تھے اور ان میں وہ لوگ بھی شامل تھے جنہوں نے اسلام تو قبول کرلیا تھا مگر وہ عربی زبان سے قطعی نابلد تھے۔اس مضمون میں حضرت ابی بن کعبؓ کے ایک فارسی مسلمان کو قرآن حکیم پڑھانے کا واقعہ گذر چکا ہے جو 'طعام الاثیم' کا تلفظ صحیح طور پر ادا نہ کرسکتا تھا تو پیغمبر ﷺ نے اسے اس مفہوم کی سبعہ احرف میں سے دوسرے لفظ کو پڑھنے کی اجازت دے دی جس کو اس نے بخوبی ادا کرلیا۔

علاوہ ازیں اس واقعہ کو بھی اس ضمن میں بطور شہادت پیش کیا جاسکتا ہے جسے صحیح بخاری کی سبعہ احرف کے متعلق مشہور روایت میں بڑے واضح انداز میں بیان کیا گیا ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے حضرت ہشام بن حکیم رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے سورۃ الفرقان سنی۔ دونوں نے اس سورۃ کو اپنے اپنے طریقے سے پڑھا۔ آپ نے دونوں حضرات کی قراءت کو درست قرار دیا، کیونکہ دونوں نے دو مختلف طریقوں سے قراءت خود نبی اکرم ﷺ سے سیکھی تھی۔

نبی ﷺ نے مزید فرمایا کہ قرآن سات مختلف حروف (پڑھنے کے طریقے) پر نازل ہوا ہے آپ ان میں سے اسی طریقے کے مطابق پڑھ سکتے ہیں جس کو آپ اپنے لیے آسان محسوس کریں۔ [۵۶] تاہم جے۔ڈی۔پیرسن 'انسائیکلوپیڈیا آف اسلام' میں شائع ہونے والے اپنے مضمون 'القرآن' میں لفظ 'احرف' کو سمجھنے میں دشواری محسوس کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ ''حدیث میں اس محاورے کا مطلب غیر معین ہے۔ اَحرف کی اِصطلاح حرف کی جمع ہے۔'' [۵۷] حالانکہ اسلامی ورثے کی اکثر کتب کے علاوہ ابن مجاہد نے بھی اس امر کی صراحت کردی ہے کہ اس کا مطلب سات قراءتیں ہیں۔ [۵۸] خواہ وہ زبان کے مختلف لہجوں سے تعلق رکھتی ہوں یا ایک لہجے کے کسی لفظ کو متعدد طریقوں سے پڑھنے سے متعلق ہوں۔ [۵۹]

اس امر کا تذکرہ بھی خالی از دلچسپی نہ ہوگا کہ جیفری نے غیر تصحیح شدہ نسخہ جات سے جن اختلافی قراءتوں کو نقل کیا ہے ان سب کی اسناد غیر مصدقہ ہیں۔ وہ ایسی محکم و متواتر اسناد کے ساتھ کوئی ایسی قابل ذکر اختلافی قراءت بھی نہ لا سکا جس کی سند محکم و متواتر ہو جیسی محکم و متواتر اسناد کے ذریعے ہم تک مصحف عثمانی پہنچا ہے اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی تسلیم کرنا پڑے گا کہ بعض اختلافی قراءتیں جو ہم تک پہنچی ہیں وہ لسانی اعتبار سے بھی ناممکن نظر آتی ہیں اور بعض اختلافی روایات میں ان کی سند ناممکن الوجود اور محال ہے۔ جو زمانی اعتبار سے درست تسلیم نہیں کی جاسکتیں یا وہ روایت کے معروف اصولوں کے مطابق نہیں ہے۔ [۶۰]

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جیفری مزید اعتراف کرتا ہے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے منسوب اختلافی قراءتوں کے جانچنے کے بعد پروفیسر برجسٹراسر نے بجا طور پر یہ رائے قائم کی:

''یہ بات بلاخوف تردید کہی جاسکتی ہے کہ کوئی شخص ان نسخوں کو مصحف عثمانی کے مقابلے میں صحیح تر کہنے کی جراءت نہیں کرسکتا۔'' (۶۱)

پروفیسر برجسٹراسر کی متذکرہ بالا رائے کے علی الرغم جیفری غیر مستند نسخہ جات میں مندرجہ اختلافی قراءتوں کو پیش کرکے صرف ایک مقصد حاصل کرنا چاہتا ہے اور وہ یہ ہے کہ قراءات قرآنیہ اور ان کی ترویج کے ارتقاء کا عمل ثابت کرسکے تاکہ مصحف عثمانی کو سو فیصد الہامی کی بجائے ایسی ارتقائی عمل کی ایک انتہائی شکل قرار دیا جاسکے جیسا کہ وہ لکھتا ہے ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہ سے سورۃ البقرہ کی آیت نمبر ۱۳۷ میں 'بمثل ما' کی بجائے 'بما' پڑھنا نقل کیا گیا ہے۔ جیفری اپنی بات پر اضافہ کرتے ہوئے خیال ظاہر کرتا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ان صحابہ نے ممکن ہے یہ مختلف قراءتیں نیک مقصد کے تحت تجویز کی ہوں۔ (۶۲) یہ بیان کرنا بھی بے جا نہ ہوگا کہ جیفری جب بھی اسلام کے کسی پہلو پر بحث کرتا ہے تو وہ عیسائیت کی مثال اور قالب کو ذہن میں رکھتے ہوئے اسلام کے بارے میں بات کرتا ہے مثلاً وہ کبھی بھی اس حقیقت کا اظہار نہیں کرتا کہ اسلام ابراہیمی ادیان میں سے ایک ہے۔ تاہم وہ بتاتا ہے کہ اسلام بھی عیسائیت کی طرح کا ایک ایسا مذہب ہے جو اپنی مقدس کتاب رکھتا ہے۔ (۶۳) جہاں تک عہد نامہ جدید کی تاریخ کا تعلق ہے اس کے بارے میں امریکہ کے مشہور عیسائی تحقیقاتی ادارے جیس سیمینار (۶۴) کی جانب سے حال ہی میں شائع کردہ اناجیل خمسہ میں عیسائی محققین رقم طراز ہیں:

''جملہ اناجیل ابتداءً'' بغیر کسی انتساب کے عیسائی دنیا میں رواج پاگئیں یعنی ان کے لکھنے والوں کے نام معلوم نہ تھے۔ تاہم عیسائی مذہبی قیادت نے عیسائیت کی تاریخ کے ابتدائی ایام ہی میں مختلف نسخہ ہائے اناجیل کو معتبر ناموں کے ساتھ منسوب کردیا اکثر اناجیل کے مصنفین کے نام محض ظن و تخمین سے رکھے گئے اور ممکن ہے کچھ نسخوں کو معتبر ناموں کی جانب حسن نیت کی بنیاد پر منسوب کیا گیا ہو۔ تاکہ ان نسخوں کو عوام الناس میں پذیرائی مل سکے۔'' (۶۵)

قرآن حکیم کو بائبل کی طرح کی ایک مقدس کتاب قرار دیتے ہوئے جیفری یہ باور کراتا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بھی اچھے مقاصد اور نیک نیتی کے ساتھ متن قرآن میں کچھ تبدیلیاں اور اس کی بہتری کے اقدامات تجویز کردیئے ہوں گے۔ بدقسمتی سے جیفری اس امر کا اندازہ نہیں کرسکا کہ قرآن حکیم کے متن میں کمی بیشی کرنا اسلامی نقطہ نظر سے اتنا بھاری جرم ہے کہ کوئی اس کے ارتکاب کا تصور بھی نہیں کرسکتا تھا۔ اگر بفرض محال کوئی ایک اس کا ارتکاب کر بھی بیٹھتا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جلیل القدر جماعت اسے قطعاً برداشت نہ کرتی۔

ہم اس بحث کو درج ذیل نقاط کے تحت سمیٹ سکتے ہیں:

① جیسا کہ قبل ازیں واضح ہوچکا ہے کہ مختلف قراءتیں مثلاً سورۃ الفاتحہ میں الصراط کا لفظ 'س' اور 'ز' سے پڑھنا مختلف قبائل کا تلفظ تھا۔ یا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا سورہ نمبر ۱۲ کی آیت نمبر ۳۵ میں 'حتی' کی بجائے 'عتی' پڑھنا (۶۶) یہ بھی عربی زبان کے دوسرے لہجے کو ظاہر کرتا ہے یعنی عربوں کے بعض قبائل میں 'ح' کی جگہ 'ع' پڑھا جاتا تھا۔ یہ بات بھی نوٹ کرنے کے قابل ہے کہ مختلف عربی لہجوں میں 'ح' اور 'عین' کے علاوہ 'الف' اور 'ق' کے حروف بھی باہمی طور پر قابل مبادلہ ہیں (۶۷) اس طرح سورۃ الفاتحہ میں إياك وياك اور هياك مختلف لہجے ہیں کیونکہ مختلف

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عربی لہجات میں 'الف'، 'ؤ' اور 'ۃ' باہم قابل تبادلہ ہیں [68] سورۃ الفاتحہ میں نستعین پہلے نون پر زیر کے ساتھ بھی ایک لہجہ ہے جیسا کہ سورۃ البقرہ کی آیت نمبر ۶۵ میں یعلمون کی بجائے یعلمون، سورۃ آل عمران کی آیت نمبر ۱۰۶ میں تسود کی بجائے تسود بنواسد کے تلفظ کے مطابق ایک لہجہ ہے۔ [69]

سورۃ الفاتحہ میں مالك کو ملاك، ملك، مليك پڑھنا ایک ہی لفظ کے مختلف تلفظ ہیں۔ جو ان سات طریقوں میں شامل ہیں جن کو پڑھنے کی اجازت دی گئی ہے اور یہ سب کے سب نبی اکرم ﷺ کی طرف منسوب ہیں کہ آپؐ اس لفظ کو دیگر تلفظ اور لہجوں میں بھی ادا کیا کرتے تھے۔ [70] اگر ان اختلافی قراءتوں کو اختیار کرنے کی اجازت نہ ہوتی تو صحابہ کرامؓ اس بار بار تلاوت کی جانے والی سورۃ کی قراءت میں ہرگز کوئی اختلاف نہ کرتے۔ سورۃ الفاتحہ میں 'اھدنا' اور 'لا' کے قریبی متبادل الفاظ 'ارشدنا' اور غیر بھی لہجے کے اختلاف پر مبنی ہیں اور ان کا شمار ان الفاظ میں ہوتا ہے جس کی تلاوت کرنے کی اجازت تھی۔ 'متبادل مسودات قرآن' متعارف کرانے کی دُھن میں جیفری اس حقیقت کو نظر انداز کر دیتا ہے کہ سورۃ الفاتحہ دن کی پانچ نمازوں میں سے تین میں آواز بلند پڑھی جاتی ہے۔ اگر یہ نبی اکرم ﷺ کی تلاوت کے خلاف بلکہ ذرہ بھر بھی مختلف ہوتی تو یہ ناممکن تھا کہ اس کی تلاوت جاری رہتی۔ مزید برآں جیفری کسی ایک صحابی رسول ﷺ کا نام بھی پیش نہیں کر سکا جس نے دعویٰ کیا ہو یا یہ رائے ظاہر کی ہو کہ مصحف عثمانی میں درج سورۃ الفاتحہ کسی بھی حیثیت سے نبی اکرم ﷺ کی تلاوت کردہ سورۃ الفاتحہ سے ذرہ بھر بھی مختلف ہے۔

② مصحف عثمانی کے بارے میں شکوک وشبہات پھیلانے کی غرض سے اختلاف قراءت کی روایات کو کمزور تسلیم کرنے کے باوجود، جیفری مصحف پر اجماع کی حقیقت کو تسلیم کرنے میں بھی لیت ولعل سے کام لیتا ہوا نظر آتا ہے۔ اگر ہم یہ فرض بھی کر لیں کہ بعض اختلافی قراءتیں حقیقی ہیں اور مصحف عثمانی کی تنفیذ سے قبل ان کی تلاوت جائز تھی، کیونکہ وہ ان سات قراءات میں سے تھیں جن کی اجازت دی گئی تب بھی 'متواتر' روایات جو کہ ایک نسل سے دوسری نسل کو منتقل ہوئیں ہر 'خبر احاد' جو ایک شخص سے دوسرے شخص تک آئیں کو ترجیح نہیں دی جا سکتی۔ [71]

③ اختلاف قراءت پر بحث کرتے ہوئے جیفری قرآن حکیم کے بذریعہ حفظ سینہ، سینہ نسل در نسل منتقل ہوئے جیسے اہم عامل کو بالکل نظر انداز کر دیتا ہے۔ مصحف عثمانی ایسا سرکاری نسخہ نہ تھا جس کو کمیٹی نے تشکیل دینے کے بعد چھپا کر رکھ دیا ہو۔ بلکہ وہ ہر ایک اہل علم کے سامنے تھا۔ سرکاری نسخہ جس کو تاریخ نے 'المصحف الامام' کے نام سے یاد رکھا ہے کی ایک نقل مدینہ منورہ میں رکھی گئی تھی جبکہ دیگر متعدد نقول اس دور کی اسلامی ریاست کے دیگر شہروں کو بھیجی گئی تھیں۔ ہزاروں ایسے صحابہ کرام مدینہ منورہ میں موجود تھے جن کو پورا قرآن پاک نہیں تو اس کا بہت بڑا حصہ حفظ تھا۔ یہ وہ لوگ تھے جنہیں نبی اکرم ﷺ کے قرآن حکیم کی تلاوت کے طریقوں کا براہ راست علم تھا۔ یہ امر بھی قابل توجہ ہے کہ کاتبین وحی سمیت ان تمام صحابہ کرامؓ نے جن کے پاس قرآن حکیم کا کامل یا بعض حصہ تحریری شکل میں موجود تھا، اپنے حفظ قرآن کی بنا پر مصحف عثمانی کی قراءت کو نبی اکرم ﷺ کی قراءت قرار دیتے ہوئے اس کی تائید وتثویب فرمائی۔

④ 'مقابل مسودات قرآن' کے متعارف کرانے کی پرجوش سرگرمی میں جیفری اس حقیقت کو بھی نظر انداز کرتا ہوا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دکھائی دیتا ہے، کہ اگرچہ تذبذب کے بعد ہی سہی مگر عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اپنی قراءت کو مصحف عثمانی کے حق میں واپس لے لیا[72] اور پھر کبھی بھی اس پر اصرار نہیں کیا۔ یہاں تک کہ جیفری حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے کسی ایسے بیان کو سامنے لانے میں بھی کامیاب نہیں ہوسکا جس میں انہوں نے مصحف عثمانی کی کسی ایک بھی قراءت کو نبی اکرم ﷺ کی قراءت کے خلاف قرار دیا ہو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے بعد حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ دوسرے صحابی رسول ہیں جن سے اختلافی قراءت کا ایک ایک بہت بڑا ذخیرہ منسوب کیا گیا ہے، اگرچہ جیفری اعتراف کرتا ہے کہ تمام ثانوی مسودات حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے منسوب نسخے سے اَخذ کئے گئے ہیں اور حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے مسودہ قرآن سے کوئی بھی نسخہ اَخذ نہیں کیا گیا۔ اس اعتراف کے باوجود وہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے منسوب مختلف قراءتوں کو بنیادی اہمیت دیتا ہے اور اس حقیقت کو پس پشت ڈال دیتا ہے کہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ اس کمیٹی کے ممبر تھے جس نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حکم پر قرآن حکیم کو جمع کرنے کی عظیم الشان خدمت سرانجام دی تھی۔ ایک اور صحابی رسول حضرت علی رضی اللہ عنہ ہیں جن سے مصحف عثمانی کی تنفیذ سے قبل ایک نسخہ منسوب ہے۔ ان سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت عثمان کے مصحف کو نافذ کرنے کی جرأت مندانہ فیصلے پر اپنے کامل اطمینان وتشکر کے جذبات کا اظہار کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

''اگر عثمان کی بجائے بار خلافت میرے کندھوں پر ہوتا تو یقیناً میں بھی قرآن حکیم کی جمع و تدوین میں وہی کام کرتا جو عثمان رضی اللہ عنہ نے کیا ہے۔''[73]

⑤ جیفری اس حقیقت کو تسلیم کرنے کے باوجود کہ قرآن حکیم میں اختلاف قراءت کی بحث زمانہ مابعد کے الٰہیات، لسانیات اور صرف ونحو کے ماہرین نے ایجاد کی اور اپنے نام اور کام کو اعتماد بخشنے کے لیے اسے دور اولیٰ کی مقتدر علمی شخصیات کی طرف منسوب کردیا[74] پھر بھی آخر دم تک قرآن حکیم کی ''حقیقی قراءت'' کی بحالی کی کوششوں میں مگن رہا۔[75] دوسری طرف حال ہی میں دو دوسرے مستشرق جان برٹن (John Burton) اور جان وان برو (John Wansbroug) کا یہ نتیجہ بھی چشم کشا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے منسوب 'مقابل مسودات قرآن' ہوں یا بڑے شہروں میں پائے جانے والے دیگر نسخہ جات یا پھر انفرادی طور پر بعض حضرات سے منسوب مختلف قراءتیں سب کی سب بعد کے ماہرین علم الاصول اور ماہرین علم اللسان کی ایجاد ہیں۔[76] جیفری اس اہم حقیقت کی طرف سے بھی آنکھیں بند کرلیتا ہے کہ اختلاف قراءت قرآن کے ابتدائی ماخذ ابن ابی داؤد متوفی ۳۱۶ھ ابن الانباری متوفی ۳۲۸ھ اور ابن الاشطہ متوفی ۳۶۰ھ ہیں۔ ان تمام بزرگوں نے اختلافی قراءتیں چوتھی صدی ہجری میں نقل کیں۔ ان روایات کے رواۃ متصل ہیں اور نہ ہی ان کی سند قابل اعتماد ہے۔

⑥ آرتھر جیفری اپنے پیش رو مستشرق بیل (Bell) کی طرح اسلام اور اس کی مقدس کتاب قرآن حکیم سے اپنی نفرت پر پردہ ڈالنے میں کامیاب نہ ہوسکا۔ وہ قرآن حکیم کی جمع وتدوین پر بحث کرتے ہوئے[77] بیل (Bell) کی پیروی میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی جمع وتدوین کی کاوشوں کو ان کی خالص نجی سعی و کاوش قرار دیتا ہے۔[78] یہ بات نہایت تعجب خیز اور حیرت انگیز ہے کہ وہ مقدمتان اور کتاب المصاحف میں درج اختلاف قراءت پر مبنی روایات کو من وعن صحیح تسلیم کرلیتا ہے مگر انہی کتب میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی جمع و تدوین قرآن کی خدمت کے بارے میں روایات کو بغیر کوئی معقول وجہ بتائے رد کردیتا ہے۔ حالانکہ حدیث اور تاریخ کے ماخذوں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں ان روایات کی سند نہایت قوی اور ان کا پایہ استناد بہت مضبوط ہے۔[۷۹] یہ اسلامی تاریخ کی نا قابل تردید حقیقت ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا جمع مدون کیا ہوا نسخہ ہی مصحف عثمانی کی اساس و بنیاد کی حیثیت رکھتا ہے۔

⑦ مصحف عثمانی کے بارے میں جیفری یہ سمجھنے میں بھی ناکام رہا ہے کہ حضرت عثمانؓ نے کن اہم مقاصد کے پیش نظر اس بھاری کام کا بیڑا اٹھایا۔ وہ قرآن حکیم میں اختلاف لہجات کی اشاعت کے اثرات کا فہم و ادراک بھی نہ کر سکا کہ جن کے بارے میں شکایات کے سبب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو اس مسئلے کے حل کی طرف متوجہ ہونا پڑا۔ دیگر شارحین کی طرح ابو محمد مکی القیسیؒ نے بھی اس بات کو نہایت شرح و بسط کے ساتھ پیش کیا ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو جب قرآن حکیم کے متعدد طرق سے پڑھنے کے بارے میں شکایات موصول ہوئیں تو انہوں نے جس طریق پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تلاوت فرماتے تھے اس کو باقی رکھ کر اس کے علاوہ تمام طرق کے مطابق تلاوت قرآن حکیم پر پابندی عائد کردی۔ باوجود اس کے کہ عہد نبوی میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی اجازت دی ہوئی تھی۔[۸۰] القیسی کا بیان ہے کہ کم از کم ۱۲ ہزار صحابہ کرامؓ اور تابعین پر مشتمل ایک جماعت نے اس وقت کی اسلامی سلطنت کے طول و عرض میں پھیل کر مصحف عثمانی کے مطابق تلاوت قرآن حکیم سکھانے اور اس کے علاوہ رائج طریقوں سے منع کرنے کی خدمت انجام دی[۸۱] یہ یقیناً نا قابل تردید حقیقت ہے کہ مسلمانوں کی اتنی بھاری تعداد میں صحابہ کرامؓ بھی شامل تھے کسی ایسی قراءت قرآن کو رائج کرنے کا تصور بھی نہ کر سکتے تھے جس کا انتساب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ کسی اور کی جانب ہوتا۔

⑧ قرآن حکیم اور اس کی مختلف قراءتوں کو موضوع سخن بناتے ہوئے جیفری اپنے دعوے کے باوجود انتقاد اعلیٰ (Higher Crigicism) کے اصولوں کی پابندی نہیں کر سکا۔ اس کی کتاب (The Textual History of Quran) ۱۹۴۶ء میں یروشلم میں شائع ہوئی اور دوسری کتاب (The Quran as a Scripture) ۱۹۵۲ء میں شائع ہوئی۔ اس نے پروفیسر سر جسٹراسر جو کہ میونخ میں قرآن محل کا بانی تھا اور اس کے جانشین ڈاکٹر اونو پریکٹل کے ساتھ اشتراک عمل کے باوجود، قرآن حکیم کی جمع و تدوین اور دنیا کے مختلف حصوں سے جمع کئے گئے قرآن حکیم کے نسخوں کے متون میں اختلاف کے بارے میں قرآن محل (Archive) کے نتائج تحقیق کو بیان نہیں کیا (کیونکہ یہ نتائج قرآن حکیم کے بارے میں اس کے مقاصد سے ہم آہنگ نہ تھے) یہ پہلے بیان ہو چکا کہ یہ قرآن محل اتحادی فوجوں کی بمباری سے تباہ ہو گیا تھا اور پریکٹل بھی اسی بمباری سے ہلاک ہو گیا تھا۔ تاہم خوش قسمتی سے اس کی وفات سے قبل ۱۹۳۳ء میں ڈاکٹر حمید اللہ کو پریکٹل سے بالمشافہ گفتگو کا ایک موقع میسر آ گیا۔ یہ اس وقت کی بات ہے جب پریکٹل فرانس کی مختلف لائبریریوں میں موجود قرآن حکیم کے مختلف نسخہ جات کی فوٹو کاپیاں حاصل کرنے کے لیے فرانس آیا[۸۲] ڈاکٹر حمید اللہ کا بیان ہے کہ پریکٹل نے انہیں بتایا:

''ہمارے ادارے نے دنیا میں مختلف حصوں سے قرآن حکیم کے مختلف ۴۲ ہزار نسخہ جات کی فوٹو کاپیاں جمع کیں اور ان کا باہمی موازنہ کیا، ڈاکٹر حمید اللہ مزید بتاتے ہیں کہ پچھلے چودہ سو سالوں کے دوران مطبوعہ یا غیر مطبوعہ قرآن حکیم کے ۴۲ ہزار نسخوں کو انہوں نے اس لیے جمع کیا تاکہ وہ متن قرآن کے تضادات کو سامنے لا سکیں۔ تمام دستیاب نسخہ جات کو جمع کر کے ان کا آپس میں موازنہ کرنے کے بعد اس ادارے نے جو ابتدائی رپورٹ جاری کی ڈاکٹر حمید اللہ کے الفاظ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں ملاحظہ فرمائیں:

''اگرچہ ابھی تک قرآن حکیم کے مختلف نسخہ جات کو جمع کرنے کا کام جاری ہے تاہم جتنا کام مکمل ہو چکا ہے اس کی بنیاد پر ہم کہہ سکتے ہیں کہ ان ۴۲ ہزار نسخہ جات میں کتابت کی غلطیاں تو موجود ہیں مگر متن قرآن میں کسی قسم کے تضاد کی نشاندہی نہیں کی جا سکتی۔'' (۴۷)

جیفری قرآن حکیم کے بارے میں اپنی تحقیقات کے لیے پروفیسر برجسٹراسر اور پریٹزل سے اشتراک عمل کا ذکر تو بڑے فخر سے کرتا ہے مگر حیران کن امر یہ ہے کہ وہ اس ادارے کی ابتدائی رپورٹ اور اس کی کارکردگی کو بالکل نظر انداز کر دیتا ہے اور اس کا کہیں تذکرہ تک نہیں کرتا۔

آخر میں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ان تمام حضرات بشمول (J.D.Pearson) جو جیفری کے الہامی کتب میں قرآن حکیم کے غیر محرف اور غیر متبدل ہونے کی انفرادیت کو جھٹلانے کے مشن کی تکمیل میں بڑی یکسوئی اور دلجمعی کے ساتھ سرگرداں ہیں، انہیں اور ان جیسے دیگر مستشرقین کو یہ مشورہ دیا جائے کہ وہ قرآن حکیم کے متن پر اپنے انتقاد اعلیٰ کے اصولوں کا غیر جانبداری کے ساتھ اطلاق کریں اخلاص اور دیانت داری سے ایسا کرتے ہوئے وہ قرآن حکیم کے اس دعوے کی صداقت کا عملی مشاہدہ ضرور کریں گے کہ اگر یہ اللہ کے سوا کسی اور کی طرف سے نازل کیا گیا ہوتا تو وہ اس قرآن میں بے شمار اختلافات اور تضادات پاتے'' [۴:۸۲] اور یہ کہ ''بے شک ہم نے ہی اس کو نازل کیا اور ہم ہی اس (قرآن) کی تحریف وتبدیلی) حفاظت کریں گے۔ [۱۵:۹]

....

☆۔ پروفیسر ڈاکٹر محمد اکرم چوہدری کا یہ مقالہ

Orientalism on variant Reading of the Quran: The case of Arthur Jaffery

ایسوسی ایشن آف مسلم سوشل سائنٹسٹ کے تحقیقی مجلہ The American Journal of Islamic Social Seiences کے شمارہ بارہ ۱۹۹۵ء میں طبع ہوا تھا۔

حوالہ جات

① مقدمتان فی علوم القرآن از آرتھر جیفری، ص ۲،۳

② تفصیل کیلیے دیکھیے Journal of Biblical Studies جلد ۹۷ شمارہ ۱، مارچ ۱۹۶۰ء ص ۸۹

③ آرتھر جیفری: The Koran: Selected Suras، ص ۲۰

④ مستشرقین کے بارے میں تفصیل جاننے کے لیے دیکھیے، عبدالرحمٰن مومن The Islamic Fundamentlism Hamdard Islamicus جلد ۱۰ شمارہ ۴، ص ۳۵، ۴۰

⑤ آرتھر جیفری: The Quran as Scripture، ص ۱

⑥ ایضاً

⑦ آرتھر جیفری: The Koran: Selected Suras ص ۱۴، ۱۵

⑧ ایضاً ص ۱۵ مزید دیکھیے: آرتھر جیفری: The Quran as Scripture ص ۹۳، ۹۴

⑨ آرتھر جیفری: Materials for the History of the Textual of the Quran، ص ۸

⑩ ایضاً ص ۲۱

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

⑪ آرتھر جیفری: The Quran as Scripture,"The Textual History of the Quran، ص ۱۰۳

⑫ ایضاً ص ۱۰۳

⑬ آرتھر جیفری بعض اصحاب رسول ﷺ کے ذاتی طور پر جمع کئے ہوئے نسخہ ہائے قرآن کو 'مقابل نسخہ جات' کا نام دیتا ہے حالانکہ مصحف عثمانی کے نافذ ہونے کے بعد ایسے نسخہ جات جن حضرات کے پاس تھے وہ انہوں نے واپس لے لیے تھے۔ اس سے متعلق بعض تفاصیل خود جیفری کے تحقیقی کام میں دیکھی جاسکتی ہیں۔ مثلاً حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے اپنا نسخہ قرآن مصحف عثمانی کے نفاذ کے بعد واپس لے لیا۔ حوالے کے لیے دیکھئے آرتھر جیفری کی کتاب 'مقدمتان' صفحہ ۹۵ جے۔ ڈی پیرسن نے بھی مصحف عثمانی کے نفاذ سے قبل بعض اصحاب رسول ﷺ کے ذاتی طور پر جمع کئے ہوئے نسخہ ہائے قرآن کو مقابل نسخہ جات قرار دیا ہے۔ مگر اس میدان میں اس کا زیادہ انحصار جیفری کی کتاب (Materials) پر ہے۔ اس نے انسائیکلو پیڈیا اف اسلام میں اپنے مضمون 'القرآن' میں اختلاف قراءات قرآنیہ کے موضوع پر جیفری کی (Materials) سے بھرپور استفادہ کیا ہے۔ حوالے کے لیے دیکھئے لیڈن: ای۔ جے۔ بریل، ۱۹۸۱ء جلد ۵ ص ۴۰۸-۴۰۶

⑭ ابن ابی داؤد کے مطابق حضرت ابوبکر صدیقؓ پہلے خلیفہ ہیں جنہیں قرآن حکیم کی جمع و تدوین کا شرف حاصل ہوا۔ ابن ابی داؤد نے ان دس صحابہ کرامؓ کے ناموں کا تذکرہ بھی کیا ہے جن کو جیفری نے 'مقابل نسخہ جات' کے حامل بنا کر پیش کیا ہے۔ حالانکہ ابن ابی داؤد نے کبھی یہ دعویٰ نہیں کیا کہ ان دس اصحاب کے پاس تحریری شکل میں الگ الگ قرآن کے نسخے تھے۔ ابن ابی داؤد ان حضرات کی جانب منسوب مختلف قراءتوں کو 'مصحف' کے عنوان کے تحت بیان کرتا ہے اور وہ جمع القرآن (اس نے قرآن جمع کیا) کا پیرایہ ان حضرات کے لیے بھی استعمال کرتا ہے جنہوں نے قرآن کریم یاد کر رکھا ہو۔ دیکھئے ابن ابی داؤد کتاب المصاحف ص ۵، ۱۰، ۵۰ تا ۸۷۔ ابن ابی داؤد نے اس بات کو یہ کہہ کر اور واضح کر دیا کہ اس نے لفظ مصحف کو حرف یا قراءت کے معنوں میں استعمال کیا ہے۔ تاکہ اس کی بیان کردہ مختلف قراءتوں کا کسی باقاعدہ تحریری نسخہ سے ماخوذ ہونے کا گمان نہ ہو دیکھئے۔ آرتھر جیفری (Materials) ص ۱۵

⑮ حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عثمانؓ کی جمع و تدوین قرآن کی خدمات کی تفصیل کے لیے دیکھئے: خطبات بہاولپور از ڈاکٹر حمید اللہ، اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور (پاکستان) ۱۴۰۱ھ ص ۲۹۳

⑯ آرتھر جیفری: Materials ص ۱۰

⑰ جے ڈی پیرسن The Encyclopaedia of Islam ص ۴۰۷

⑱ آرتھر جیفری: Materials ص ۱-۳

⑲ یہ سات قراء تیں درج ذیل حضرات کی طرف منسوب ہیں نافع متوفی ۱۶۹ھ از مدینہ منورہ، ابن کثیر متوفی ۱۲۰ھ از مکہ معظّمہ، ابن عامر متوفی ۱۱۸ھ از دمشق، ابوعمرو متوفی ۱۵۴ھ از بصرہ، عاصم متوفی ۱۲۸ھ از کوفہ، حمزہ متوفی ۱۵۸ھ از کوفہ اور کسائی متوفی ۱۸۹ از کوفہ۔

⑳ آرتھر جیفری: The Quran as Scripture ص ۱۰۰-۱۰۲

㉑ مزید تفصیل کے لیے دیکھئے لبیب السعید The Racited Quran ترجمہ: برنارڈ ویس، ایم اے رؤف اور مور برجر۔ ص ۴۵-۵۰

㉒ ایضاً ص ۴۹، ۵۰، ۱۳۹

㉓ آرتھر جیفری: Materials ص ۷۵

㉔ جیفری نے Materials میں "دلنا يدك اهدنا" لکھا ہے۔ جو بظاہر بے معنی جملہ ہے۔ اسلامی تہذیب سے دوری اور عربی پر عبور نہ ہونے کے سبب شاید جیفری مخطوط کو صحیح طور پر پڑھ نہ سکا۔ اصل عبارت یوں معلوم ہوتی ہے۔ "دلنا بدل اهدنا"

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

㉕ ایضاً،ص ۱۱۷ ㉖ ایضاً،ص ۱۸۵ ㉗ ایضاً، ۱۹۵ ㉘ ایضاً،ص ۲۲۰
㉙ ایضاً،ص ۲۲۳ ㉚ ایضاً، ۸۷-۲۸۷ ㉛ ایضاً، ۱۵-۳۱۴
㉜ کتاب الابانہ فی معانی القراء ات ازابومحمد القیسی،ص ۹۴
㉝ ایضاً،ص ۹۶ ㉞ ایضاً،ص ۹۴
㉟ اعراب ثلاثین سورۃ من القرآن الکریم ازابن خالویہ،ص ۲۸-۳۰
㊱ سورۃ الفاتحہ کی مختلف قراءات "The Moslem World" از آرتھر جیفری جلد ۲۹، ۱۹۳۹ء،ص ۱۵۸ ، آرتھر جیفری اگرچہ سورۃ الفاتحہ اور معوذتین کے ترجمے کو اپنی کتاب The Quran Selected Suras۔ میں شامل کرتا ہے مگر وہ ان تینوں سورتوں کو قرآن حکیم کا حصہ تسلیم نہیں کرتا۔ وہ لکھتا ہے: جس شکل میں قرآن حکیم ہمارے پاس موجود ہے وہ ایک سو گیارہ سورتوں پر مشتمل ہے، سورۃ الفاتحہ کا تعارف کراتے ہوئے جیفری کہتا ہے یہ مختصر سورۃ حقیقی قرآن کا جزو نہیں ہے بلکہ یہ ایک دعا ہے جو قرآن حکیم ہی کے مختلف جملوں کے ذریعے قرآن کے مرکزی موضوع و مضمون پر مشتمل ہے۔ یہ کتاب مقدس میں اس کے تعارف کے طور پر درج کی گئی ہے۔ اور اس کی تلاوت سے قبل پڑھی جاتی ہے۔ آرتھر جیفری The Koran-Selected Suras ص ۱۵،۲۳
㊲ سورۃ الفاتحہ کی مختلف قراءات "The Moslem World" از آرتھر جیفری،ص ۱۵۹
㊳ ایضاً،ص ۱۵۹-۱۶۰ ㊴ ایضاً،ص ۱۶۰-۱۶۲
㊵ صحیح بخاری: رقم الحدیث،تفسیر طبری از ابن جریر طبری: ۳۲/۱
مقدمتان از آرتھر جیفری،ص ۲۶۴ ـ ۲۷۳،۲۰۷ ـ ۲۳۴
㊶ ایضاً،ص ۲۸۱-۲۸۲ ㊷ مقدمتان از آرتھر جیفری،ص ۲۲۹
㊸ ایضاً،ص ۲۲۹ ㊹ ایضاً،ص ۲۲۹-۲۳۰
㊺ فقہ اللغۃ ازعبدالواحد وافی،ص ۱۰۸،فی اللھجات العربیۃ ازابراہیم انیس،ص ۴۰
㊻ اس عنوان کے مباحث عربی لغت کی مختلف کتب میں پھیلے ہوئے ہیں۔ علامہ جلال الدین سیوطی نے اپنی کتاب الاتقان فی علوم القرآن میں پورے ایک باب میں اس موضوع پر سیر حاصل بحث کی ہے۔
㊼ کتاب اللغات فی القرآن ازعبداللہ بن عباس [مرتب: صلاح الدین المنجد]
㊽ ایضاً
㊾ تفصیل کے لیے دیکھئے مقدمتان از آرتھر جیفری،ص ۲۲۹-۲۳۰
㊿ فی اللھجات العربیۃ از ابراہیم انیس،ص ۱۷۷
(۵۱) روایۃ اللغۃ از ابوالحمید الثلقانی،ص ۳۰۰،کلام العرب من قضایا اللغۃ العربیۃ ازحسن ظاظا،ص ۱۰۴
(۵۲) الخصائص لابن جنی،ص ۳۷۴
(۵۳) ایضاً: ۳۷۴/۱
(۵۴) آرتھر جیفری The Quran as Scripture "The Textual of the Quran"،ص ۹۷
(۵۵) اکثر جگہ پرانے نسخہ جات میں استعمال ہونے والے الفاظ مصحف عثمانی کے الفاظ سے محض ظاہری طور پر مختلف یا مترادف ہیں۔
(۵۶) صحیح البخاري: [۲۴۱۹،۵۰۴۱]
(۵۷) 'دی انسائیکلو پیڈیا آف اسلام' از جے۔ ڈی پیرسن: Al-Kuran،ص ۴۰۸
(۵۸) ایضاً،ص ۴۰۹

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۵۹ تفصیل کے لیے دیکھئے: مقدمتان از آرتھر جیفری، ص۲۱۸۔۲۳۰

۶۰ Materials از آرتھر جیفری، ص۱۶

۶۱ ایضاً

۶۲ ایضاً

۶۳ The Quran as Scriptue از آرتھر جیفری، ص۱

۶۴ Roy W. Hoover, Jusus Seminar اور Rebert W. Funk نے نیویارک کے مشہور زمانہ پبلشر Macmillan کے ذریعے ۱۹۹۳ء میں The Five Gospels کے نام سے عہد نامہ جدید کو از سر نو شائع کیا ہے جس کا مرکزی خیال یہ ہے کہ عہد نامہ جدید میں جو کچھ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی جانب منسوب کیا گیا ہے اس میں سے زیادہ سے زیادہ بیس فیصد ہی آپ کی جانب منسوب کیا جاسکتا ہے۔ باقی سب تحریف اور من گھڑت ہے۔

۶۵ ایضاً، ص۲۰

۶۶ Materials از آرتھر جیفری، ص۴۹

مزید دیکھئے: لسان العرب لابن منظور: ۱۴/ ۱۶۳-۱۶۴

۶۷ مثلاً سورۃ المرسلات کی آیت نمبر ۱۱ میں 'افتت' کو حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے 'وقت' پڑھنا منقول ہے۔ مقدمتان از آرتھر جیفری، ص۱۰۷، اسی طرح 'وجوہ' اور 'اجوہ' میں بھی 'و' اور 'الف' قابل مبادلہ حروف ہیں، دیکھئے: لسان العرب لابن منظور: ۲/ ۱۰۷-۱۰۸، مادہ: وق ت

۶۸ لسان العرب لابن منظور، دیکھئے: الالف الینہ اور آیۃ ۱۵/ ۴۲۷، ۴۳۸-۴۴۱

۶۹ مقدمتان از آرتھر جیفری، ص۲۲۰

۷۰ ابن خالویہ: اعراب ثلثین سورۃ من القرآن الکریم، ص۲۲-۲۴

۷۱ تفصیل کے لیے دیکھئے: مقدمتان از آرتھر جیفری ص ۳۸

۷۲ مقدمتان از آرتھر جیفری، ص۷۳

۷۳ کتاب المصاحف از ابن ابی داؤد، ص۲۳

۷۴ Materials از آرتھر جیفری، ص۲۔۱۵

۷۵ ایضاً، ص۱۶

۷۶ 'دی انسائیکلو پیڈیا آف اسلام' از جے۔ ڈی پیرسن: Al-Kuran، ص۴۰۷، ۴۰۸ مزید تفصیل کے لیے دیکھئے: The Collection of the Quran از جان برٹن، ص۱۱۹۔۲۱۲، Quranic Studies, Sources, Methods of Scriptual Interpretation از جان وانبرو، ص۴۴۔۴۶ اور ۲۰۲۔۲۰۷

۷۷ مثلاً دیکھئے منٹگمری واٹ: Bell,s Introduction to Quran ایڈن برگ ۱۹۷۰ء، ص۳

۷۸ Materials از آرتھر جیفری، ص۶-۷

۷۹ صحیح بخاری: رقم الحدیث

۸۰ الابانہ از ابو محمد القیسی، ص۹۶-۹۷

۸۱ ایضاً، ص۲۲-۲۳

۸۲ خطبات بہاولپور از محمد حمید اللہ، ص۱۵-۱۶

۸۳ ایضاً، ص۱۵-۱۶

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محمد فیروزالدین شاہ کھگہ ☆

قراءاتِ قرآنیہ اور مسلم متجدِّدین

مقالہ نگار محمد فیروز الدین شاہ حفظہ اللہ نے چند سال قبل شیخ زید اسلامک سینٹر، جامعہ پنجاب سے علوم اسلامیہ میں پروفیسر ڈاکٹر محمد اکرم چودھری حفظہ اللہ کے زیر نگرانی ایم ۔فل کی ڈگری حاصل کی ہے۔ موصوف کے مقالہ کا عنوان تھا: ''اختلاف قراءات اور نظریہ تحریف قرآن''۔ مقالہ مذکور کے بہترین مقالہ جات کی فہرست میں شامل ہونے کی وجہ سے اسلامک سینٹر نے بعد ازاں اِسے کتابی صورت میں طبع کروایا ہے۔ زیر نظر مضمون اسی مقالہ کی ایک فصل کا انتخاب ہے، جو فاضل مقالہ نگار نے رشد'' قراءات نمبر'' کے قارئین کے لیے منتخب کرکے ارسال فرمائی ہے۔ [اِدارہ]

قرآنی علوم واسرار اوراَحکامات سے شناسائی کیلئے سب سے پہلا مرحلہ 'قراءت' کا ہے۔ اسی لیے علومِ قرآن کے ماہرین اور خصوصاً فن قراءت میں مہارت رکھنے والے ائمہ کرام نے اس کے جملہ پہلوؤں پر سیر حاصل بحث کی ہے اوراس سلسلہ میں مستقل ہدایات اور اصول وضوابط کی وضاحت فرمائی ہے۔ چونکہ اس فن میں قیاس کا قطعی طور پر کوئی دخل نہیں، اس لیے انہوں نے خالص سماعی اورنقلی بنیادوں پر اس کی ترویج میں اپنا کردار ادا کیا ہے۔

ائمہ قراءات نے ابتدائی دور میں اس فن پر تحریر کردہ کتب میں اس کی منقولی حیثیت کو واضح کرنے کے لیے باقاعدہ طور پر ان کی اسانید کا بیان بھی ضروری سمجھا، جو نبی کریم ﷺ سے بطریق تواتر منقول ہیں۔ اس لحاظ سے قرآن کریم کی یہ متنوع قراءات یقینی طور پر منزل من اللہ ہونے کے ساتھ ساتھ متعدد رموز وحِکم کی حامل ہیں۔ اُمت پر وسعت ورحمت کے علاوہ دیگر علوم مثلاً تفسیر وفقہ وغیرہ میں بھی ان کی اِفادیت مسلمہ ہے۔ علومِ اِسلامیہ کی اَساس ہونے کے ساتھ ساتھ یہ لسانیاتی علوم کی حفاظت کا بھی اَساسی ذریعہ ہیں۔

قرآنی متن سے اس فن کے براہِ راست تعلق اوراس کی اہمیت کے پیش نظر، اسلام دشمن عناصر نے اس کو بالخصوص ہدفِ تنقید بنایا ہے اورمتعدد وسائل وذرائع سے قرآنِ کریم کے متعلق اُمت مسلمہ میں شکوک وشبہات پیدا کرنے کے لیے اس کی قراءات کو انسانی اختراع اورتحریف قرار دیا ہے۔ مستشرقین نے اس مقصد کے حصول کیلئے صحابہ کے مخصوص ذاتی مصاحف کو بنیاد بنا کر مصاحف عثمانیہ سے ان کا تقابل کرنے کے بعد یہ تاثر دینے کی کوشش کی ہے کہ موجودہ قرآن اِن مصاحف سے بہت حد تک مطابقت نہیں رکھتا، نیز یہ کہ مختلف قراءات دراصل مصاحف قدیمہ کے نقطوں اورحرکات سے خالی ہونے کی بناء پر انسانی خواہشات کے مطابق وجود پذیر ہوئیں۔

قراءات پر اعتراضات وشبہات کے حوالہ سے بنیادی طور پر یہودی مستشرق گولڈ زیہر (Goldziher) نے بنیادیں فراہم کیں، جبکہ آرتھر جیفری (Arthur Jeffery) نے باقاعدہ انداز میں اس کی تفصیلات پیش کیں۔

☆ لیکچرر یونیورسٹی آف سرگودھا، سرگودھا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ